INTERNATIONAL PEER REVIEWED(REFEREED)MONTHLY JOURNAL
ISSN 2456 - 4729

maidaneamal.com
maidaneamal@gmail.com

ماہنامہ

میدان عمل

فروری ۲۰۲۴

بھارت

عالمی کتاب میلے میں قومی اردو کونسل اور این بی ٹی کے اشتراک سے
'ہندوستان کے کثیر لسانی منظر نامے میں اردو تہذیب کی عکاسی' پر مذاکرہ
پروفیسر خواجہ محمد اکرام الدین، پروفیسر کوثر مظہری صفحہ ۹۷
اور پروگرام کی نظامت کرتے ہوئے بھائی ڈاکٹر شفیع ایوب

R.N.I. NO.:UPURD/2016/67502
ISSN 2456 - 4729
URDU MONTHLY

MAIDAN E AMAL

IN FRONT OF POLICE CHOWKI,G.T.ROAD,GOPIGANJ-221303
BHADOI UTTAR PRADESH,INDIA
FEB 2024
M.:9919142411,9696486386
VOLUME:9, ISSUE:2
Price per copy: 200/-

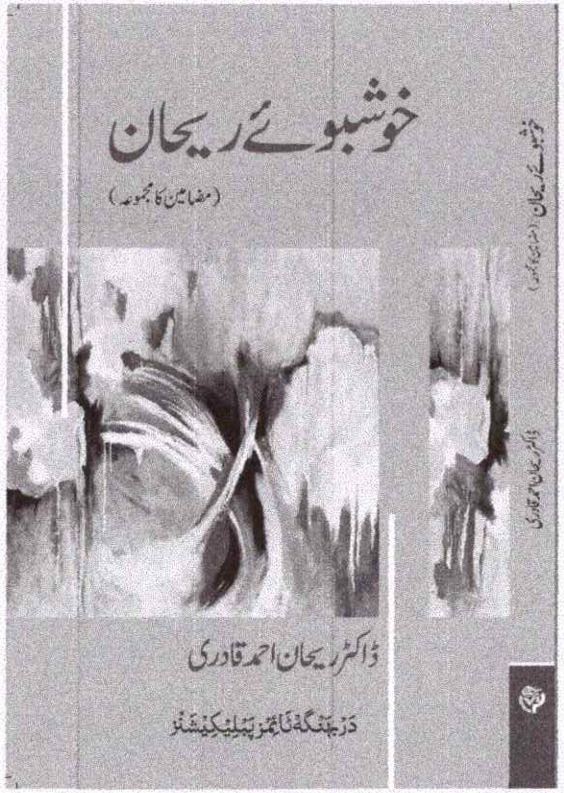

INTERNATIONAL PEER REVIEWED JOURNAL ISSN 2456 - 4729 RNI UPURD/2016/67502

میدان عمل

ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر : محمد سلیم　　مدیر اعزازی: مہوش　　جلد: ۹، شمارہ : ۲　　فروری ۲۰۲۴

موبائل: 9919142411
واٹس ایپ: 9696486386
sabaqeurdu@gmail.com

سرورق : دانش الہ آبادی
کمپوزنگ : دانش الہ آبادی، اہل قلم
مطبع: عظیم انڈیا پرنٹنگ پریس، سنت روی داس نگر، بھدوہی

Net Banking:SABAQ -E-URDU(MONTHLY)
IFSC BARB 0 GOPI BS A/C28240200000214
Bank of Baroda, Branch: Gopiganj

فی شمارہ: ۲۰۰ (دوسو روپے)　　زر تعاون: ۱۰۰۰ (ایک ہزار روپے)　　Gopiganj-221303,Dist.Bhadohi,UP,INDIA

کسی بھی تحریر سے ادارہ کا متفق ہونا لازمی نہیں ہے۔ کسی بھی معاملے کی سنوائی صرف ضلع س۔ر۔ن۔ (بھدوہی) ہی کی عدالت میں ہوگی۔ ادارہ

دانش الہ آبادی	اداریہ	
عبدالحق نعیمی	کہانی کا ارتقا......ایک باب	۴
ڈاکٹر الف ناظم (افتخار احمد قادری)	کلام سرور کا، نام شاکر کا (سرور جہان آبادی کا نودریافت کلام)	۸
محمد رحمت اللہ،	جنگ آزادی کا سپاہی اور شاعر حسرت موہانی	۲۳
ڈاکٹر محمد وسیم الدین	علی سردار جعفری کی کتاب 'ترقی پسند ادب' کا اجمالی جائزہ	۲۶
ڈاکٹر ناصرہ سلطانہ	میر تقی میر کی شاعری اکیسویں صدی کے تناظر میں	۲۹
ناہید اختر	عبدالصمد کی افسانہ نویسی	۳۲
ڈاکٹر فیض اللہ خان	احمد جمال پاشا مزاح نگاری	۳۴
محمد جیمی	۱۹۸۰ کے بعد اردو غزل: ایک جائزہ	۳۵
محمد دلشاد عالم	اردو ناول کا فن: اجمالی جائزہ	۳۸
نیلوفر شاہین	میر تقی میر کی غزل گوئی	۴۰
محمد الیاس انصاری	معراج احمد معراج؛ نئی غزل کا باکمال شاعر	۴۲

INTERNATIONAL PEER REVIEWED JOURNAL ISSN 2456 - 4729 RNI UPURD/2016/67502

مقالہ نگار: ڈاکٹر غلام محی الدین	عہد مغلیہ کا نظام زراعت: نگارنامہ منشی کی روشنی میں	۴۵
ڈاکٹر عاشق حسین میر	گوتم بدھا کی تعلیمات	۴۶
ڈاکٹر محمد شاکر	جوگندر پال اور رتن سنگھ کی افسانہ نگاری کا موازنہ	۴۹
سیمیں رخسار	محمد طفیل کی صحافت کا آغاز وارتقا	۵۲
مبارک لون	عصری مسائل کا ترجمان شاعر: احمد سلمان	۵۴
جہانگیر عالم	مناظر عاشق ہرگانوی عہد ساز شخصیت	۵۷
ثمرین پروین	پاکستانی خواتین ناول نگار کا اہم دستخط خدیجہ مستور	۵۹
سید وسیم اللہ بخاری	اردو میں مناجاتی شاعری: ایک جائزہ	۶۱
محمد لیاقت احمد	اختر اورینوی کا ناقدانہ شعور	۶۳
ڈاکٹر شہناز آرا	مولانا شبلی: انشاء پردازی	۶۵
نصرت پروین	قرۃ العین حیدر کا ناول آگ کا دریا ایک جائزہ	۶۷
ڈاکٹر آفاق انجم شیخ	منصب تدریس اور معلم کے فرائض	۷۰
ڈاکٹر اسمی کوثر	پروین شاکر: ایک ممتاز شاعرہ	۷۳
محمد عارف	امام غزالی کی فارسی خدمات	۷۸
ڈاکٹر شبانہ پروین	سرکاری سطح پر اردو زبان کے عملی نفاذ میں درپیش مسائل اور ان کے حل	۸۱
شائیدہ نذیر	معاشرے وماحولیات پر ٹیکنالوجی کے مثبت ومنفی اثرات	۹۰

منصبِ تدریس اور معلّم کے فرائض

ڈاکٹر آفاق انجم شیخ

انسان کے وجود میں آتے ہی تعلیم کا عمل شروع ہو جاتا ہے، جس کے لیے ماں کی گود بنیادی کردار ادا کرتی ہے اور جسے بالاتفاق رائے انسان کی پہلی درسگاہ تسلیم کیا گیا ہے۔ تعلیم کا عمل اتنا ہی متحرک ہے جتنا کہ بذاتِ خود زندگی۔ معیاری زندگی کے لیے معیاری تعلیم شرط لازم ہے۔ یہ شرط فرد کے لیے بھی لازمی ہے اور سماج کے لیے بھی۔ سماج اور قوم کی ضروریات کے تحت تعلیم میں ضروری ترمیم و تبدّل ناگزیر ہوتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تعلیم ہی وہ اہم ذریعہ ہے جس کی مدد سے ملک و قوم کی تدریجی ترقی اور اقبال مندی کے خوابوں کی تعبیر ہو سکتی ہے۔ تعلیم کے دہکتے سورج سے ہی افراد و سماج اور قوم کی صلاحیتوں کے دریچے روشن ہوتے ہیں۔ عصرِ حاضر کے تقابلی جائزے سے یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ موجودہ دنیا میں ترقیات، آسائش اور خود شناسی کی سرحدوں کو انہی ممالک نے پار کیا ہے جنہوں نے اپنے تعلیمی ڈھانچے کو دورِ حاضر کے تقاضوں پر ترتیب دیا اور اس ضمن میں تحقیقات کے نئے افق تلاش کیے، تاکہ کاملیّت کی دلفریب شفق ہمہ جہت ترقی کے خوشنما رنگوں کے ساتھ فلکِ انفرادیت کو محیط کر سکے۔ بقول باقر مہدی۔۔۔۔۔

''آج تمام قومیں جو ترقی کے راستے پر گامزن ہیں، تعلیم کو سماجی اور قومی ترقی کا ایک اہم ذریعہ سمجھتی ہیں اور قومی سرمائے کا ایک خاص حصہ تعلیم پر صرف کرتی ہیں اور برابر اس امر میں کوشاں رہتی ہیں کہ جتنی جلدی ممکن ہو بچوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد تعلیم کے دائرے میں آ جائے۔ اس بات سے سب اتفاق کرتے ہیں کہ تعلیم ہی وہ واحد ذریعہ ہے جو انسان کے ذہن اور اس کی شخصیت کی صحیح نشو و نما میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ بچوں میں نیز بالغوں میں تعلیم کا فقدان آج ایک بہت بڑی قومی لعنت تصور کیا جاتا ہے اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ قومی منصوبوں کو صحیح معنوں میں کامیاب بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ملک کی زیادہ سے زیادہ آبادی تعلیم کی نعمت سے بہرہ ور ہو۔''[۱]

قوم کے اس حسین تاج محل کی تعمیر میں معلم کی حیثیت ایک مشاق اور دیدہ ور معمار کی سی ہے جو تعمیر کی باریک سے باریک جزویات پر نہ صرف نظر رکھتا ہے بلکہ گہرا تفکر بھی کرتا ہے تاکہ تعمیر ہر زاویے سے حسن و کمال کا نمونہ ہو۔ تعلیم کے عمل میں معلم کی حیثیت مرکزی اور کلیدی ہے۔ معلم کے تیشے سے ہی قوموں کے کوہ ناواقفیت اور پسماندگی و درماندگی کے سینوں کو چاک کر کے واقفیت، اعلیٰ اقدار، خوشحالی اور ترقیات کی شفاف نہریں نکالی جا سکتی ہیں اور پھر انفرادیت کی روشنی ردائے عمومیت پر نمودار ہوتی ہے۔ وہ معلم ہی ہے جو بے وقعت پتھروں کو تراش کر نایاب موتیوں کی شکل دیتا ہے اور بلا مبالغہ اسے ہی یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ

چلا آئے میرے دستِ ہنر میں
جو پتھر آئینہ ہونے کو چاہے

مجموعی طور پر معلم کتابِ قوم کا سرورق ہے اور سرورق کی زیبائش و تزئین ہی کتاب کی قدر و قیمت کا پتہ دیتی ہے۔ پس لازم ہے کہ معلم خود اپنی ذات میں ایک انجمن ہو۔ بحیثیتِ پیشہ ور وہ ہر لحاظ سے نہ صرف مکمل ہو بلکہ منفرد بھی ہو۔ تعلیم کے عمل میں معلم یا استاد کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے مسعود الحق یوں رقم طراز ہیں۔۔۔۔۔

''تعلیم کو بہتر کرنے اور اسے صحیح معنوں میں مفید بنانے کے کام میں استاد کی جو اہمیت ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہم جانتے ہیں کہ تعلیمی کاروبار میں استاد کی حیثیت مرکزی ہے اور تعلیم کے معیار اور اس کی افادیت کا بہت کچھ انحصار استادوں کی قابلیت اور کام میں ان کی دلچسپی پر ہوتا ہے۔ یہ بات بھی سمجھنا بہت دشوار نہیں ہے کہ استاد کی کارکردگی اور اس کی اہمیت بھی بہت سے دوسرے عوامل کے ساتھ ساتھ قبلِ ملازمت اس کی تعلیم و تربیت کی کوالٹی پر منحصر ہوتی ہے کہ یہی تعلیم و تربیت اسے بنیادی پیشہ ورانہ مہارت فراہم کرتی ہے۔ ان مہارتوں کو فعال رکھنے، نکھارنے اور سنوارنے کے لیے دورانِ ملازمت تعلیم بھی ناگزیر ہے۔''[۲]

معلم کی تعلیم و تدریس اور فرائض پر تبصرہ کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ اس پہلو پر غور کر لیا جائے کہ پیشہ ور کون ہے، بعد ازاں یہ دیکھیں کہ بحیثیت پیشہ ور معلم کی کیا ذمہ داریاں ہیں، اس کا بھی جائزہ لینا ضروری ہے کہ ایک پیشہ ور کی حیثیت سے معلم کو کن کن چیلنجز کا سامنا درپیش ہوتا ہے اور وہ کس طرح ان پر قابو پا سکتا ہے۔ جے کرشن مورتی لکھتے ہیں۔۔۔۔۔

''تعلیم دینے کا فیصلہ کر لینے پر استاد کو اپنے سے پہلا سوال یہ کرنا چاہیے کہ تعلیم دینے کا اصل مفہوم کیا ہے۔ کیا وہ بچوں کو سوشل مشین کا محض ایک پرزہ بنا دینا چاہتا ہے یا ایسی صلاحیت ان میں پیدا کرنا اسے منظور ہے جس سے وہ مکمل اور تخلیقی شخصیت رکھنے والے انسان بنیں۔ استاد کو یہ بھی معلوم رہنا چاہیے کہ وہ خود کن کن بندشوں میں گرفتار ہے، اس کے مشاغل کیا ہیں اور کن تحریکوں سے متاثر ہوتا ہے، کیونکہ باخبر اور باہوش رہنے سے عقل و فہم حاصل ہوتی ہے۔ اصل مسئلہ خالی شاگردوں کی دشواریوں کا نہیں ہے، بلکہ ساتھ ساتھ ان کی اپنی دشواریوں کا بھی ہے کیونکہ انہیں خود ہجوم، خوف، رنج و الم، ہراس اور ناکامی سے چھٹکارا نہیں۔ جب تک کہ استاد خوش شناس نہیں ہوتا اور یہ نہیں سمجھتا کہ اس کے احساس اور افعال بیرونی اثرات سے کس

قدر متاثر ہو رہے ہیں اور جب تک وہ موجودہ اقدار کی بندشوں سے اپنے آپ کو آزاد نہیں کرتا وہ بھلا کس طرح شاگردوں کی عقل کو بیدار کر سکتا ہے۔ جب استاد اپنے خیالات اور جذبات کے طرز سے واقف رہیں گے تب ہی تو بچوں کو آزاد منش بنا سکیں گے۔''۳

پیشہ ور کے تعلق سے چند بنیادی تصورات لازم ہیں۔ ایک پیشہ ور کو اپنے پیشے کے تئیں مخلص ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے علم و مہارت کو سماجی ضروریات کی تکمیل کے لیے نہایت ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرنے کا احساس بھی لازمی طور پر ہوتا ہے۔ ایک پیشہ ور معلم اپنی فہم و دانش، حساس دلی، سماجی مفادات کا خیال اور ان مفادات کے لیے کام کرنے کی مہارتوں کو استعمال کرنے کی عملی اِستعداد کے سبب ایک الگ ہی سطح سے کام جاری رکھتا ہے۔ اس کام میں اس کا ذاتی مفاد شامل نہیں ہوتا بلکہ اسے سماج کے لیے کچھ تخلیق کرنا ہوتا ہے، ایک ذمہ دار شہری اور ایک مہذب انسان۔ وہ طالب علم کو زندگی بسر کرنے کا کارآمد فن سکھانے کا اہم فریضہ انجام دیتا ہے۔ مسعود الحق تعلیم کا مقصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔۔۔۔۔

''تعلیم کا مطمعِ نظر یہی ہے کہ طالب علم کو زندگی بسر کرنے کا کارآمد فن سکھایا جائے اور اس عمل میں ولولے، حسن اور تہذیب کی کارفرمائی ہوتا کہ وہ ایک اچھے سماج کے بنانے میں حصہ لے سکے۔ یا یوں کہیے کہ اس میں اچھی زندگی کے لیے دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ ہمارے تعلیمی نصاب کے تمام مضامین آرٹ، سائنس، کلاسیکی اور جدید تمام موضوعات اور مہارتیں درحقیقت خود کوئی مقصد نہیں ہیں۔ یہ تو کسی عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے ذرائع اور وسیلے ہیں۔ اصل مقصد تو خود اچھی زندگی گزارنا اور دوسروں کے لیے اچھی زندگی گزارنے کو ممکن بنانا ہے۔''۴

غرض یہ کہ مسلسل سیکھتے رہنا، کسی کام کو کب، کیوں اور کیسے کرنا ہے اس کا فیصلہ کرنا، پیشے سے والہانہ لگاؤ اور سماج کے انتہائی مفاد کے رخ کو متعین کرنا پیشہ ور معلم کی مخصوص علامتیں ہیں۔ اور سب سے مقدم یہ امر کہ اپنے فرائض کی ادائیگی سے حاصل ہونے والی رقم یا عزت اس کے کام کی رفتار کو تیز نہیں کرتی بلکہ اپنے پیشے کے توسط سے سماج کو عطا کی جانے والی خدمت ہی اس کے کام کو جوش اور حوصلہ عطا کرتی ہے۔ اس میں دو رائے نہیں کہ سماج کی خدمت کرنے والے مختلف پیشوں میں معلمی ایک نمایاں اور باعزت پیشہ ہے، لیکن صرف اتنا تصور ہی مکمل عبارت نہیں ہے، یہ تو محض ایک نقطہ ہے اور ایک نقطہ سے عبارت کی تکمیل کے لیے معلم کو بحیثیت پیشہ ور بعض اہم تقاضوں کی کسوٹی پر پورا اترنا ضروری ہو جاتا ہے۔ بات تلخ سہی لیکن سچ ہے کہ اساتذہ خود اپنا احتساب کریں تو جو تصویر اُبھر کر آتی ہے وہ اتنی جاذب نظر اور قابلِ قدر نہیں ہے جتنی کہ ہونی چاہیے۔ تلخ حقائق کو تسلیم کرنا کوئی آسان کام نہیں لیکن پیشہ ور معلم کے لیے تو اس کے تسلیم کرنے ہی میں مستقبل کی کارکردگی مضمر ہے۔ سوچ کے دائرے کو اگر محدود کر دیا جائے تو شخصیت کو جامع اور مکمل شکل عطا کرنا دشوار گزار امر بن جاتا ہے۔ پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی خلیج کو پاٹ کر ہی معلم تدریسی عمل میں زیادہ فعاّل اور موثر ثابت ہو سکتا ہے۔

علم کا سلسلہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اگر ملک کی آبادی ہر پینتیس سال میں دُگنی ہو جاتی ہے تو علم اور معلومات ہر بارہ سال میں دُگنی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ علم اور معلومات میں اس قدر تیز انقلابی تغیر اور تبدّل کا ہونا بذاتِ خود ایک بڑا چیلنج ہے۔ عصرِ حاضر میں افراد اور اقوام اس انقلابی تبدّل سے مربوط ہونے کے بعد ہی مطلوبہ تقاضوں کو پورا کر سکتے ہیں۔ جدید تقاضوں پر پورا اُترنے کے لیے معلم کے لیے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ پیشۂ معلمی سے متعلق نئی نئی باتیں سیکھتا رہے، جدید رجحانات پر اُس کی گہری نظر ہو۔ اگر معلم نے اس ضمن میں کوتاہیاں کیں تو بلاشبہ معیارِ تدریس کو قائم رکھنا اُس کے لیے مشکل ہو جائے گا۔ درس و تدریس تجربات کا آئینہ خانہ ہے اور تجربات نہ صرف فردِ واحد کی راہیں متعین کرتے ہیں بلکہ ان تجربات کو اگر تحریری شکل میں دوسروں کے سامنے بھی پیش کر دیا جائے تو دیگر افراد کے لیے سودمند ثابت ہو سکتے ہیں بلکہ مشعلِ راہ بن جاتے ہیں۔ ایک پیشہ ور معلم اپنے تجربات کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھتا بلکہ اس کے دریچے وہ دوسروں کے لیے بھی کھول دیتا ہے۔ اچھی اور عمدہ کتب کا ذخیرہ معلمین کے لیے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ پودوں کے لیے دھوپ اور پانی۔ ایک پیشہ ور معلم کے پاس نہ صرف اپنے تدریسی مضامین کی کتب ہوتی ہیں بلکہ تعلیمی، سماجی، ثقافتی اور ادبی کتب کا انمول ذخیرہ بھی اس کے پاس موجود ہوتا ہے۔ صد افسوس کہ آج بیشتر اساتذہ صرف درسی کتب تک ہی اپنی لائبریری کو محدود رکھ کر مسرور ہیں، اور جب کبھی علم کے میدان میں معیاری اور پُرمغز مقالوں اور جدید رسائل و جرائد سے ان کا سابقہ پڑتا ہے تو انہیں اپنی کم علمی اور کم مائیگی کا شدّت سے احساس ہوتا ہے۔ ایک پیشہ ور معلم کبھی خوش فہمیوں کے گرداب میں گم نہیں رہتا بلکہ ہمیشہ جدید ترین معلومات سے خود کو آشنا رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ تجدیدِ علم ہی اس کا مقصد ہوتا ہے۔

معلم اور سماج کے گہرے رشتے سے انکار بھی ممکن نہیں ہے۔ سماج کی مثبت تعمیر میں معلم کا کردار ہمیشہ سے مقدّم رہا ہے۔ معلم کی حیثیت صرف ناصح اور ناقد ہی کی نہیں بلکہ ایک باعمل خالق کی بھی ہوتی ہے۔ ایک پیشہ ور معلم اپنے علم و فضل اور مخصوص مہارتوں کا استعمال سماج کی مطلوبہ ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے کرتا ہے۔ دورِ حاضر کا المیہ ہے کہ بیشتر معلمین نے اپنے کام کو متعین کردہ فرائض کی انجام دہی کی دہلیز پر لا کھڑا کیا ہے۔ متعین کردہ فرائض کی تکمیل کے بعد یہ گمان غالب رہتا ہے کہ کارکردگی کا دائرہ مکمل ہوا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پیشہ ور معلم روزمرہ کے کاموں کے علاوہ بھی کچھ وقت ذہین اوسط اور کمزور طلبہ کے لیے مختص کرتا ہے تا کہ تدریس میں

INTERNATIONAL PEER REVIEWED JOURNAL ISSN 2456 - 4729 RNI UPURD/2016/67502

اگر کوئی کسر باقی رہ گئی ہوتو اسے پورا کیا جا سکے۔ معلم، طالب علم اور سرپرست کے تکون سے ہی طلبہ کی ہمہ جہت ترقی ممکن ہے۔ اور طلبہ کی ہمہ جہت ترقی یعنی قوم کی صحیح سمت میں تعمیر۔ ایک پیشہ ور معلم اس دنیاوی تصور کو ذہن میں رکھتے ہوئے از خود سرپرستوں سے رابطہ قائم کرتا ہے طلبہ کے مسائل اور ان مسائل کے حل پر ان سے تبادلہ خیال کرتا ہے۔ وہ سرپرستوں کو باور کراتا ہے کہ اسکول کی چہار دیواری میں معلم کی تعلیم و تربیت کے بعد گھر کی چہار دیواری میں ان کی ذمہ داریاں بھی برابر کی اہمیت رکھتی ہیں اور ان ہی بنیادوں پر طلبہ تعلیم و تعلم کے منازل بہت بخوبی اور سرعت کے ساتھ طے کر سکتے ہیں۔

ناخواندگی ایک سماجی ناسور ہے اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ فرد واحد اس ناخواندگی کے رستے ناسور کو ختم نہیں کر سکتا اس کے لیے اجتماعی کوششیں ضروری ہیں تاہم فرد واحد کل کا تھوڑا حصہ تو کر ہی سکتا ہے اور فردا فردا کی گئی یہی کوششیں کل کی شکل اختیار کر سکتی ہیں پیشہ ور معلم اس امر کی گہرائی وہ گیرائی کو سمجھتے ہوئے سرپرستوں نیز اطراف واکناف میں پھیلی ہوئی سماج کی ناخواندگی دور کرنے کی حتی المقدور سعی کرتا ہے، تربیتی اجتماعات، تعلیمی مجلسوں اور علمی نشستوں کا انعقاد کرتا ہے۔ سماج کے دیگر مسائل و دشواریاں بھی اس کے پیشِ نظر ہوتی ہیں اور وہ ممکنہ حد تک ان مسائل اور دشواریوں کو دور کرنے میں ان کا معاون و مددگار بنتا ہے۔ پیشہ ور معلم مصلحتوں کی صلیب پر نہیں چڑھ جاتا وہ کبھی خوشامد اور چاپلوسی کے زینے سے کامیابی اور وقار کی بلندیوں کو طے نہیں کرتا۔ اپنے افسران کی غیر پیشہ ورانہ باتوں کی نشاندہی اور اس پر صحت مندانہ تنقید کرنے میں اسے کوئی عار محسوس نہیں ہوتی، اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ معلم کے ہاتھوں میں ہر وقت تنقید کا تیشہ ہو۔ معلم غیر جانبدار ہوتا ہے وہ اپنے خیالات کو دوسروں پر جبراً نہیں لادتا مراد یہ کہ پیشہ ور معلم دور رس اور دور بیں ہوتا ہے۔ وہ لمحوں میں محسوس کر لیتا ہے کہ غیر پیشہ ورانہ باتوں کو من و عن تسلیم کر لینا طلبہ کے لیے دشواریوں کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

یہ ایک لمحۂ فکر یہ ہے کہ بیشتر معلّمین قانون کے مطابق حسبِ ضرورت اسکول میں حاضر رہنا اور دیگر وقتوں میں کچھ بھی کرنے کے لیے آزاد رہنا کے منفی اور مضر فکر و نظر کے اسیر ہیں۔ اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بیشتر معلّمین نے اس پیشے کو مشن یا نصبُ العین کے طور پر نہیں اپنایا بلکہ محض حصولِ زر کے لیے اپنایا ہے۔ ظاہر ہے اس منفی سوچ کا نشانہ غیر شعوری طور پر طلبہ ہی بنتے ہیں، اُن کی ہمہ جہت ترقی مجروح ہوتی ہے اور طلبہ کی ہمہ جہت ترقی پر ضرب لگتی ہے تو قوم کی ترقیاتی منصوبہ بندی کی سنہری عمارت ریت کے محل کی طرح مسمار ہو جاتی ہے۔ پیشہ ور معلم ہمیشہ فعال رہتا ہے۔ اسکول کی دہلیز پر قدم رکھتے ہی ذاتی مسائل کے حصار کچے دھاگوں کی طرح ٹوٹ جاتے ہیں اُس کی اپنی نجی پریشانیاں، فکریں اور مسائل طلبہ اور سماج کی خدمات کے آگے بے نور چراغ کے مانند ہو جاتے ہیں۔ مسائل کی کمند کبھی طلبہ اور ساتھی مدرسین پر نہیں ٹوٹتی۔ معلم اور طلبہ کا رشتہ محبت و مودّت اور شفقت و اُنسیت کی ڈور میں بندھا ایک نہایت مستحکم رشتہ ہوتا ہے۔ کسی دن یا کسی مرحلے پر اگر معلم اپنے طلبہ سے نہ مل سکے تو اس کی طبیعت بے چین و بے قرار ہو جاتی ہے۔ معلم اور طلبہ ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ ایک پیشہ ور معلم اپنے طلبہ سے کبھی غافل نہیں رہتا۔ وہ اپنے طلبہ، اسکول اور درس و تدریس کو ہر لمحہ اپنے ذہن کے گوشے میں تر و تازہ رکھتا ہے۔

کسی بھی شعبہ میں متعین کردہ کام کی منصوبہ بندی اس کام کی کامیابی کی ضامن ہوتی ہے۔ منصوبہ بندی سے کام کی سمت، مقرّرہ مقاصد اور ان کے حصول کے لیے جد و جہد صاف عیاں ہوتی ہے۔ ایک پیشہ ور معلم اپنے کام کی منصوبہ بندی کر لیتا ہے تا کہ اس کی کوششیں اور کاوشیں محض صحرا نوردی نہ بن کر رہ جائے۔ منصوبہ بندی دشواریوں کے تجزیہ کا موقع فراہم کرتی ہے اور انہیں دور کرنے کی تدابیر میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہے۔ زندگی ایک خط مستقیم نہیں بلکہ پیہم پیچ و خم ہے۔ ہر شعبۂ حیات میں افراد کو مختلف چیلنجوں کا سامنا رہتا ہے دور حاضر میں ایک پیشہ ور معلم کو بھی بہت سارے مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ اوّل تو یہ کہ فی زمانہ سماجی وقار علم و قابلیت کی بجائے روپے پیسوں سے تولا جاتا ہے اپنے برابر کے یا اپنے سے کم تعلیم یافتہ اور نااہل شخص کو اس کے اضافی روپے پیسوں کے سبب حاصل ہونے والے وقار اور مرتبہ کو دیکھ کر ایک قابل، محنتی اور حساس دل معلم کا افسردہ ہو جانا ایک فطری امر ہے۔ یہ تلخ تجربہ اس معلم کے لیے بڑا صبر آزما ہوتا ہے، لیکن تلخی کے یہ اندھیرے اس کے مشن کی مشعل کو ماند نہیں کرتے بلکہ اور روشن کر دیتے ہیں۔ ناموافق حالات میں اس کے کام کی رفتار دھیمی نہیں ہوتی بلکہ اور تیز ہو جاتی ہے اور اس کے حوصلوں کو جلا بخشتی ہے۔ پیشہ ور معلم کے لیے ایک بڑا چیلنج طلبہ میں حصولِ علم کی لگن اور تڑپ کا فقدان بھی ہے۔ پتھروں کے دل میں زندہ دھڑکنیں رکھ دینا اُس کا نصبُ العین ہوتا ہے۔ اس لیے پیشہ ور معلم طلبہ کی عدم دلچسپی کے باوجود کاوشوں کے نگار خانے سجاتا ہے۔ معلم کی حیثیت ایک ایسے سنگ تراش کی سی ہوتی ہے جس کی قابلیت و مہارت کا اعتراف شاعرانہ لفظوں میں کرتا ہے۔

ذرّے ذرّے کو تجلّی کا پتہ دیتا ہے تُو
پتھروں کو چوم کر ہیرا بنا دیتا ہے تُو

تعلیمی حلقوں پر سیاسی اور غیر تعلیمی عناصر کا غلبہ، تعلیمی مدارس کو تجارتی بازار سمجھنے والی ذہنیت، معلم کے تئیں احترام کا فقدان، غیر پیشہ ورانہ افراد کی درس و تدریس کے شعبہ میں شمولیت جیسے چیلنجز بھی معلم کے نصبُ العین کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔

مذکورہ چیلنجوں کے پیشِ نظر بعض معلّمین حوصلہ شکن اور افسردہ خاطر ہو کر قنوطیت کا شکار ہو جاتے ہیں یا خود کو حالات کے دھارے کے حوالے کر دیتے ہیں۔ تاہم اِن نامساعد حالات میں بھی معلّمین کا ایک طبقہ

INTERNATIONAL PEER REVIEWED JOURNAL ISSN 2456 - 4729 RNI UPURD/2016/67502

ایسا بھی ہے جو پُر امید ہے، جسے اپنی تدریس پر اعتماد ہے اور جو بصد خلوص طلبہ کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے سعی و جدوجہد کر رہا ہے، طلبہ میں مثبت عادتیں اور مہارتیں پیدا کرنے نیز انہیں نئی معلومات سے مزین کرنے میں شب و روز کوشاں ہے۔ ایسے معلّمین کو طلبہ، سر پرست، ہم عصر اساتذہ اور سماج کے افراد بھی قابلِ قدر نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔

غرض یہ کہ اس مقدّس پیشے سے تعلق رکھنے والے تمام معلّمین اگر اپنا احتساب کریں، اپنے کام کے تئیں مخلص ہو جائیں، اپنے فرائضِ منصبی کو سمجھیں اور طلبہ کی ہمہ جہت ترقی کو اپنا نصبُ العین بنالیں، تو یہ احساسِ ذمہ داری اُن کے ذہن و دل کے دریچے کھولے گا، ایک نئی راہ اور نئی جہت انہیں حاصل ہوگی نیز خود احتسابی کا یہ مخلصانہ عمل اُن میں خود اعتمادی کی ایک نئی روح پھونکے گا، فہم و فراست کے در وا ہوں گے، علم کی روشنی نمودار ہوگی اور جہالت کے اندھیرے دور ہوں گے۔

حواشی:

ا۔ نئی تعلیم کے مسائل۔ باقر مہدی۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔ ۲۰۱۱ء۔ (ص ۲۸۔۲۹)

۲۔ استادوں کی تعلیم اور تربیت۔ مسعود الحق۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔ 1995ء۔ (ص ۴۶)

۳۔ تعلیم اور زندگی کی اہمیت۔ جے کرشن مورتی۔ ادارہ انیس اُردو، الہ اباد۔ ۱۹۶۰ء۔ (ص ۱۲)

۴۔ استادوں کی تعلیم اور تربیت۔ مسعود الحق۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی۔ ۱۹۹۵ء۔ (ص ۱۹)

ڈاکٹر آفاق انجم شیخ
صدر، شعبہ اُردو، فارسی و اِسلامک اِسٹڈیز
آرٹس، کامرس اینڈ سائینس کالج، جلگاؤں (مہاراشٹر)

پروین شاکر: ایک ممتاز شاعرہ

ڈاکٹر اسمیٰ کوثر
لکچرار، شعبہ اُردو، کوویمپو یونیورسٹی
سہیادری کالج کیمپس، شیواموگہ-577203
کرناٹک
موبائل: 6364568613

24 / نومبر 1952ء پیر کی سَر د رات اور رم جھم برستی بارش میں جونہی موذن نے صدائے اذاں بلند کی، کراچی کے ایک ہسپتال میں ایک ننھی سی کلکاری گونجی اور افضل النساء اور سیّد ثاقب حسین زیدی کے ہاں ایک پری کا جنم ہوا۔ جسے دنیا پروین شاکر کے نام سے جانتی ہے۔

پروینؔ شاکر کا آبائی وطن ہندوستان کے صوبہ بہار میں ضلع دربھنگہ کے قریب محلّہ چندن پٹی تھا۔ جس گھرانے میں پروینؔ شاکر نے جنم لیا وہ گھرانہ علم و ادب سے وابستہ تھا۔ ان کے خاندان میں کئی ادباء و شعراء پیدا ہوئے۔ اس لیے پروینؔ شاکر کو بچپن سے ہی شاعری سے محبت تھی اور ان کے والد سید ثاقب حسین زیدی خود بھی شاعر تھے اور شاکرؔ تخلص کرتے تھے۔ اس نسبت سے پروینؔ شاکر نے اپنے نام کے ساتھ شاکر لکھتی تھیں۔

انہیں وراثت میں شاعری کا شوق صرف والد ہی سے نہیں ملا تھا بلکہ ان کے نانا سیّد حسن عظیم عسکری آبادی بھی شاعر تھے۔ نانا کی سرپرستی میں پروینؔ شاکر نے شعر و ادب بچپن سے ہی پڑھنا شروع کیا اور وہ بہت سے شعراء و ادباء سے واقف ہوئیں۔ وہ ریڈیو پاکستان، کراچی کی ادبی محفلوں میں شریک ہوتی تھیں۔

ISSN 2456 - 4729
RNI UPURD/2016/67502
INTERNATIONAL PEER REVIEWED (REFEREED) JOURNAL

MAIDAN E AMAL (Monthly)

Infront of Police Chowki,G.T.Road,Gopiganj-221303,Dist.Bhadohi, UP,INDIA

EDITORIAL BOARD

INDIA

1.5.PROFESSOR SHABNAM HAMEED
UNIVERSITY OF ALLAHABAD,PRAYAGRAJ
3.PROFESSOR SHAHZAD ANJUM
JAMIA MILIA ISLAMIA,NEW DELHI
2.PROFESSOR KAUSAR MAZHARI
DELHI UNIVERSITY,DELHI
7.PROFESSOR ZEBA MAHMOOD
HOD,DEPT.OF URDU
G.S.P.G.COLLEGE,SULTANPUR(UP)
8.PROFESSOR ZAFAR AZMI,PATNA
UNIVERSITY,PATNA
DR ....KOLKAATA
DR NILOFAR HAFEEZ
DR NILOFAR FIRDAUS
DR ANSARI
HEDERABAD
MADHEPURA

FOREIGN

1.DR.TAQI ABIDI,CANADA
2.PROFESSOR NASIR ABBAS NAYAR
PAKISTAN
3..DR MUHAYYO ABDURAHMONOVA
TASHKENT STATE UNIVERSITY OF
ORIENTAL STUDIES, TASHKENT
4.DR SADAF NAQVI
HOD,DEPT.OF URDU,GOVT.COLLEGE
WOMEN UNIVERSITY,FAISLABAD,PAKISTAN
5.DR.ALI BYAT
DEPT.OF URDU UNIVERSITY OF TEHRAN
bayatali@ut.ac.ir